رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

REGD. No L 5254

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فون ۲۹۷۹

قیمت ۱؎

روزنامہ الفضل لاہور

جمعرات ۲۹ ذوالحجہ ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴ | ۱۲ اخاء ۱۳۲۹ ہش ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۰ء | نمبر ۲۲۴

احراریوں کی فتنہ پردازی کا نتیجہ۔ راولپنڈی میں ایک احمدی کو دن دہاڑے گولی مار دی گئی

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی ہدایت۔ "جو خوف و ہراس سے متاثر ہو وہ احمدی نہیں"!

لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ کل شام راولپنڈی میں احرار کانفرنس کی اشتعال انگیز تقریروں سے متاثر ہو کر ایک احمدی چودھری بدرالدین لدھیانوی (گورنمنٹ پنشنر) کو ایک احراری نے گولی ماردی ہے۔ یاد رہے۔ احراریوں کی فتنہ پردازی سے متاثر ہو کر پر امن احمدی پاکستانیوں کو قتل کرنے کا یہ تیسرا واقعہ ہے جو قیام پاکستان کے بعد سے وقوع میں آچکا ہے۔ سب سے پہلے ایسی ہی کسی کانفرنس کے دوران میں کوئٹے کے فتنہ پرداز احراریوں نے ڈاکٹر میجر محمود احمد کو بھرا دن کر کے شام کے جھٹپٹے میں شہید کر دیا تھا۔ اس کے بعد اگلے دن احرار کانفرنس میں احراری آتش نواؤں کی تقریروں سے متاثر ہو کر جنہوں نے اعلان کیا تھا کہ احمدی کو قتل کرنے والے کو غازی علم الدین شہید کا مقام ملتا ہے۔ ماسٹر غلام محمد صاحب کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا۔ اور اب یہ تیسرا واقعہ ہے کہ ایک احراری نے دن دہاڑے احراری لیکچراروں کی تقریریں سن کر ایک احمدی چودھری بدرالدین نامی (گورنمنٹ پنشنر) کو گولی ماردی۔ ذیل میں امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے تار بنام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے جوابی تار بنام امیر جماعت احمدیہ کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

بنام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"راولپنڈی ۔ ۱۱ اکتوبر۔ کل شام ایک احراری نے چودھری بدرالدین (گورنمنٹ پنشنر) کو گولی ماردی۔ ملزم نے یہ اقدام احرار کانفرنس کی تقریروں سے متاثر ہو کر کیا۔ صورت حالات نازک ہے۔ اور احمدیوں میں ہراس پھیلا ہوا ہے حضور سے دعا کی درخواست ہے"

امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

حضور ایدہ اللہ نے جواباً بذریعہ تار حسب ذیل ہدایت جماعت کو ارسال فرمائی۔

بنام امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی

"اللہ تعالیٰ چودھری بدرالدین صاحب کی مدد کرے اور رحم فرمائے۔ لیکن جو لوگ خوف و ہراس سے متاثر ہیں وہ احمدی نہیں ہیں"

خلیفۃ المسیح الثانی رتن باغ لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر ۵۰ء

ابھی ابھی (بوقت شام) راولپنڈی سے ایم ایم قریشی صاحب رکن جماعت احمدیہ راولپنڈی کی طرف سے حسب ذیل اطلاع "الفضل" کے دفتر میں موصول ہوئی ہے:۔ (ترجمہ)

"راولپنڈی ۔ ۱۱ اکتوبر۔ احرار کانفرنس میں احراری لیکچراروں نے اپنی اشتعال انگیز تقریروں سے جو تنفر اور تعصب احمدیوں کے خلاف پھیلایا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر ایک احراری اور اس کے ساتھی نے چودھری بدرالدین لدھیانوی (گورنمنٹ پنشنر) پر کل شام گولی چلا دی۔ چودھری صاحب اس وقت سخت نازک حالت میں ہسپتال میں ہیں۔ شہر کے ہر حصے میں احمدیوں کو لوٹنے اور قتل کرنے کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں"

اخبار احمدیہ

رتن باغ لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو نزلہ کی شکایت ہو رہی ہے۔ کھانسی بھی بدستور ہے۔ احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

رتن باغ لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ حضرت ام المومنین اطال اللہ بقاءہا کے مرادر کمر میں درد ہے اور کمزوری ہے۔ احباب اس بابرکت وجود کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں۔

رتن باغ لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ مکرم نواب محمد عبداللہ خاں صاحب کو ضعف اور کمزوری بہت ہے۔ تمام رات اور دن بوجہ کمزوری سے ٹھنڈے پسینے آتے رہے احباب موصوف کو خاص دعاؤں میں یاد رکھیں۔

پاکستان پارلیمنٹ نے کوریا کے بارے میں حکومت کی پالیسی کی تصدیق کر دی!

کراچی ۔ ۱۱ اکتوبر۔ آج پاکستان پارلیمنٹ نے کوریا کے مسئلے میں حکومت پاکستان کے رویّے کی بھاری اکثریت کے ساتھ تصدیق کر دی۔ آراشماری پر صرف ۲ ووٹ مخالفت میں آئے۔ بحث کا آغاز کرتے ہوئے خان لیاقت نے کہا۔ پاکستان کی پالیسی امن پسندانہ ہے۔ لہٰذا وہ کسی جارحانہ اقدام کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور نہ کسی حملہ آور کی بدعملی کی تائید کر سکتا ہے۔ بعض ممبروں کے اس اعتراض کے جواب میں کہ اقوام متحدہ نے کوریا کے بارے میں تو اتنی مستعدی کا ثبوت دیا۔ لیکن کشمیر کے بارے میں ہمیشہ لیس و پیش سے کام لیا۔ آپ نے کہا۔ غلطی ہر حالت غلطی ہے واقعی برصغیر ہند و پاکستان کی تقسیم کے بعد بعض مقامات ایسے آئے کہ اقوام متحدہ کو جرأت مندانہ اقدامات کرنے چاہیئے تھے۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہی لیکن اب اس نے کسی معاملے میں اپنی اس کمی کو پورا کر

نزدیک و دُور سے!

لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ ڈپٹی کمشنر لاہور نے ایک خاص حکم کے ذریعے بھوسے کی قیمتوں کے متعلق پبلک سیفٹی ایکٹ کی دفعہ نمبر ۴ کے ماتحت جو حکم جاری کیا تھا۔ اس کی میعاد میں ۱۱ اکتوبر تک کے لئے مزید توسیع کر دی گئی ہے۔ اس حکم کی رو سے شہر لاہور اور چھاؤنی میں تین روپے فی من۔ قصور۔ چونیاں اور پتوکی میں ۲ روپے ۲ آنے فی من اور ضلع کے باقی علاقوں کے لئے ایک روپیہ بارہ آنے فی من کا تعین کیا گیا تھا۔

تہران ۔ ۱۱ اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے کہ جو روسی تجارتی معاہدہ گزشتہ مہینہ کے آخر میں مکمل ہونے والا تھا۔ وہ آخر وقت پر ماسکو سے موصول شدہ خصوصی ہدایات کے ماتحت ملتوی کر دیا گیا ہے۔

لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ حکومت پنجاب نے ترقیات دیہی و صنعت کے شعبوں کے سکرٹری ایم ہادی حسن کمشنر کی بجائے شیخ صادق حسن کو صنعتی منصوبہ بندی کی کمیٹی کا چیئرمین مقرر کیا ہے۔

سکندریہ ۔ ۱۱ اکتوبر۔ عرب لیگ کے سیکرٹری جنرل اعظام پاشا نے اشارۃً بتایا کہ عرب لیگ کونسل کا اجلاس ۲۲ اکتوبر کو قاہرہ میں منعقد ہو گا۔ جیسا کہ کونسل کے پہلے اجلاس میں فیصلہ کیا جا چکا ہے۔

لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ اگلے دن روٹری کلب میں تقریر کرتے ہوئے میجر جنرل محمد عظیم نے پاکستانی عوام کے جذبۂ اعتماد اور خطرات کا استقامت سے مقابلہ کرنے کے عزم کو بے حد سراہتے ہوئے کہا۔ اس قومی سانحہ کا پہلا دور "انسداد" ختم ہو چکا ہے۔ اب تعمیری کام کی مہم سامنے ہے۔ فوج اس مرحلے پر بھی اپنے مقدور کی انتہا تک اپنے ملک کی خدمت انجام دے گی۔ آپ نے اس امکان کی طرف بھی اشارہ کیا۔ کہ اقوام متحدہ سے تکنیکی مشورہ کی درخواست کی جا سکتی ہے

جنگِ کوریا

ٹوکیو ۔ ۱۱ اکتوبر۔ امریکی فوجیں آج پیونگ یانگ کو جانے والی سڑک پر ۱۲ میل آگے بڑھ گئیں اور جنوبی کوریا کی فوجیں وان سان پر قبضہ کرنے کے بعد شمال مشرق میں پھیل گئیں۔ خبر آئی ہے کہ شمالی کوریا والوں پر دو طرف سے حملے کے انتظامات مکمل ہو گئے ہیں۔

چودھری بدرالدین صاحب شہید ہو گئے

لاہور ۔ ۱۱ اکتوبر۔ ابھی ابھی راولپنڈی سے ایک آخری اطلاع یہ ملی ہے کہ چودھری بدرالدین صاحب احمدی جنہیں کل شام کو ایک شخص نے زخمی کیا تھا وہ آج قبل دوپہر ہسپتال میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ حالات یہ بیان کئے جاتے ہیں کہ کل شام کو چھ بجے کے قریب جب کہ چودھری بدرالدین صاحب مرحوم اپنے گھر کو واپس جا رہے تھے تو ایک شخص نے جو احراری بیان کیا جاتا ہے ان پر پیچھے سے فائر کیا اور گولی ان کی پیٹھ کو چیرتی ہوئی پیٹ کی طرف سے نکل گئی ——— قاتل گرفتار کر لیا گیا ——— اتفاق سے اس وقت ایک سب انسپکٹر پولیس نے جو کسی کام کے تعلق میں باہر سے راولپنڈی آئے ہوئے تھے قاتل کو گولی چلاتے دیکھ لیا اور اسے موقع پر ہی گرفتار کر کے اس کا پستول چھین لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس سب انسپکٹر کے دریافت کرنے پر قاتل نے کہا کہ میں نے اس شخص کو اسلئے مارا ہے کہ وہ مرزائی تھا۔ چودھری بدرالدین صاحب کو ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن وہ جانبر نہ ہو سکے۔ اور آج قبل دوپہر وفات پا گئے۔ قاتل زیر حراست ہے۔

ایڈیٹر: مسٹر روشن دین تنویر بی اے ایل ایل بی

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے پاکستان ٹائمز پریس میں چھپوا کر ۴ میکلیگن روڈ سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ جمعہ ۳۵

عورتوں کے لئے دین سیکھنے کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کرو

جماعت احمدیہ لاہور کی موجودہ جامع مسجد ناکافی ہے۔ اب نئی مسجد کے لئے زمین خرید لینی چاہیئے

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۹ ستمبر ۱۹۵۰ء بمقام لاہور

مرتبہ:- مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

گزشتہ سال میں نے تحریک کی تھی کہ یہاں

مسجد کے لئے اور زمین

لے لینی چاہیئے۔ اور آہستہ آہستہ ایک بڑی مسجد بنانی چاہیئے۔ کیونکہ یہ مسجد کافی نہیں۔ اس وقت مجھے بتایا گیا تھا کہ دس ہزار کے قریب چندہ ہوا ہے۔ اور اس چندے کا بیشتر حصہ جمع بھی ہو گیا ہے۔ اور چونکہ اب اس پر ایک سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے یعنی ایک سال پانچ مہینے ہو چکے ہیں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ غالباً باقی رقم بھی جمع ہو چکی ہوگی۔ لیکن اس وقت تک زمین نہیں خریدی گئی۔ بالکل ممکن ہے کہ جب آہستہ آہستہ لوگوں کے حالات درست ہوتے جائیں تو زمینیں بھی مہنگی ہوتی جائیں۔ جس طرح دوست یہاں بیٹھے ہیں ظاہر ہے کہ نماز صحیح طور پر جس طرح کہ شریعت کا حکم ہے نہیں پڑھی جا سکتی۔ باوجود اس کے کہ کچھ لوگ کوٹھے پر نماز پڑھیں گے۔ اور کچھ گلی میں نماز پڑھیں گے۔ گلی میں نماز پڑھنا درحقیقت منع ہوتا ہے۔ مگر ہم مجبوری کی وجہ سے قادیان میں بھی اس کی اجازت دے دیتے تھے۔ اور یہاں بھی روکتے نہیں کیونکہ جب مسجد میں جگہ ہی نہ ہو۔ تو لوگ کیا کریں۔ مگر ظاہر ہے کہ جس امر کو شریعت نے پسند نہیں کیا اسے جلد سے جلد ہمیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے پھر جمعہ بھی عید کی طرح کی ایک تقریب ہے جس میں خطبہ بھی پڑھا جاتا ہے اور یہ ایک پسندیدہ امر ہے۔ کم سے کم

احمدیت کی سنت

یہی ہے کہ عورتیں بھی نماز جمعہ میں شامل ہوں۔ پرانے زمانے کے فقہا عورتوں کا جمعہ میں شامل ہونا پسند نہیں کرتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ سے اس بات پر زور دیا جانے لگا کہ عورتوں کو بھی جمعہ میں آنا چاہیئے کیونکہ جمعہ کی مثال عید کی طرح ہے۔ جس طرح عید میں ایک بڑا مجمع ہوتا ہے۔ خطبہ پڑھایا جاتا ہے۔ اور قومی ضرورتوں کے متعلق جماعت کو توجہ دلائی جاتی ہے اس طرح جمعہ کے دن تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ اور خطبہ میں انکو انکی وقتی یا مستقل ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پس عورتیں جو جماعت کا ایک ضروری حصہ ہیں۔ ان کو ان ضرورتوں سے ناواقف رہنے دینا یا ان کو واقفیت کے مواقع بہم نہ پہونچانا یہ اپنی ترقی اور قومی اتحاد کے راستہ میں روک پیدا کرنا ہے۔

حقیقت یہ ہے

کہ ہر قوم میں جو بالغ مرد ہوتے ہیں وہ اوسطاً ۱/۴ ہوتے ہیں۔ کسی قوم میں ۱/۳ اور کسی میں ۱/۴ بعض جگہ پر تو اس سے بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ ہمارے احمدیوں میں خداتعالیٰ کے فضل سے نسل زیادہ چلتی ہے۔ دوسرے لوگوں سے پوچھو کہ کتنے بچے ہیں تو وہ کہیں گے کہ ایک بچہ ہے یا دو بچے ہیں لیکن کسی احمدی سے پوچھو تو وہ چھ بچوں سے کم نہیں بتائے گا کہے گا میرے چھ بچے ہیں یا سات بچے ہیں یا آٹھ بچے ہیں یا نو بچے ہیں یہ ایک الٰہی فضل ہے اور یہ بات بتاتی ہے کہ خداتعالیٰ کی طرف سے ایک سکیم جاری ہے تاکہ احمدیت کو دنیا پر غالب کردے۔ دنیا میں ترقی قوم کے دو ہی راستے ہوتے ہیں ایک تبلیغ کا راستہ اور ایک عورت کا راستہ یا عورتوں کے ذریعہ نسل بڑھانا یا تبلیغ کے ذریعہ جماعت بڑھانا۔ ان دو راستوں میں سے تبلیغ کے راستہ کی طرف ہماری جماعت پوری طرح متوجہ نہیں۔ کرتے ہیں تبلیغ مگر سارے نہیں کرتے کم کرتے ہیں۔ اور کرتے ہیں تبلیغ لیکن جو طریق ہیں صحیح تبلیغ کے اس طرح نہیں کرتے۔

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ اس کا ثمرہ ہم کو اتنا وافر نہیں ملتا جتنا ملنا چاہیئے مگر جو خدا کا حصہ ہے وہ اس سے غافل نہیں۔ ہمیں اگر ہر سال میں چار احمدی بنانے چاہئیں۔ مگر ہم میں سے بہت کم ہیں جو ایک احمدی بھی بناتے ہیں۔ اور بعض تو بالکل تبلیغ کرتے ہی نہیں۔ تو گو ہم اس فرض سے غافل ہوتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا غافل نہیں ہوتا۔ ہم بعض دفعہ عمر بھر میں ایک آدمی بھی نہیں لاتے مگر خدا ہم کو دس سال میں دس بچے دے دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اگر تم اس طرح اپنی تعداد نہیں بڑھاتے تو میں اس طرح تمہاری تعداد بڑھا دیتا ہوں۔ مگر وہ بچے کس کام کے اگر ان کی تربیت کرنے والا کوئی نہیں۔ آپ اپنے گھروں میں بیٹھ نہیں سکتے۔ نو بجے اور آپ نے گھر سے باہر کی تیاری کی، اور نو بجے تک جو آپ اپنے گھروں میں رہتے ہیں۔ اس میں بھی کئی کام کاج ہوتے ہیں شام کو آپ واپس آتے ہیں تو تھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ کچھ دیر آرام کیا کھانا کھایا اور رات ہو گئی۔ بچے کچھ پہلے سونے کے عادی ہوتے ہیں وہ سو گئے تو عورت نے اپنی ضرورتیں بیان کرنی شروع کر دیں۔ اور پھر انہی باتوں میں نیند آئی اور سو گئے۔ پس

بچوں کی تربیت

کے لئے آپ کے پاس بہت ہی کم وقت ہوتا ہے یہ وقت عورت کے پاس ہی ہے اور وہی اپنے بچوں کی صحیح تربیت کر سکتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کا ملازمتیں کرنا اور ان کا گھروں سے باہر رہنا پسند نہیں کیا۔ باقی مذاہب نے اس پر کوئی روشنی نہیں ڈالی۔ اور انہوں نے اپنے اجتہاد سے ایسی تعلیم عورتوں کے لئے جائز سمجھی جس سے وہ نوکری کرنے کے قابل ہو سکیں اور ایسی تعلیم جائز سمجھی جس سے وہ آزاد زندگی بسر کر سکیں۔ لیکن اسلام نے عورت کا ایک مقصد مقرر کیا۔ اور پھر اس نے عورت کے کاموں کو ایسے رنگ میں معین اور محدود کر دیا کہ وہ زیادہ وقت

اپنی اولاد کی تعلیم

اور اس کی تربیت میں صرف کرے۔ اور کچھ وقت اپنی بہنوں اور رشتہ داروں کی اصلاح اور ان کی علمی ترقی میں خرچ کرے۔ لیکن اگر عورت کو وہ تعلیم ہی نہیں دی گئی۔ جس سے کام لے کر وہ صحیح تربیت کر سکے۔ تو اس کی ایسی ہی مثال ہوگی جیسے سپاہی تو بھرتی کر لئے جائیں مگر انہیں کام نہ سکھایا جائے۔ یا ایسی فوج بھرتی کر لی جائے۔ جس میں فوج کی کوئی خوبیاں نہ ہوں۔ ظاہر ہے کہ وہ فوج لڑنے کے قابل نہیں ہوگی۔ گو نام کے لحاظ سے وہ فوج ہی کہلائے گی۔ اسی طرح آپ لوگ بھی اگر اپنی عورتوں کو یہ مواقع بہم نہیں پہونچاتے کہ وہ

دین کی باتیں

سنیں یا اس لالچ اور حرص کے زمانہ میں آپ بھی دوسروں کو دیکھتے ہوئے یہ چاہتے ہیں کہ ہم عورت کو ایسی دنیوی تعلیم دلائیں۔ جس کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہو تو اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟ غیروں میں تو یہ بات قابل برداشت سمجھی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ اپنی لڑکی کا کسی عیسائی سے بھی بیاہ کر دیں تو وہ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔ مگر ہمارے ہاں دوسرے مسلمان سے بھی نکاح جائز نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو وہ ضائع ہو جاتی ہیں یا ساری عمر کنواری رہتی ہیں یا دوسری جگہ شادیاں کر لیتی ہیں تو ماں باپ محبت کی وجہ سے ان سے قطع تعلق

133
Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں کر سکتے۔ اور اس طرح ان کے ساتھ ہی خود بھی مرتد ہو جاتے ہیں۔ اور یا پھر جھوٹ بول کر ہماری سزا سے بچنا چاہتے ہیں۔ تب وہ لوگوں کی نظروں میں تو مرتد نہیں ہوتے۔ مگر خدا تعالےٰ کی نظروں میں وہ مرتد ہی سمجھے جاتے ہیں؛

دوسرے لوگوں کا تو یہ حال ہے کہ

ام طاہرؓ کی بیماری

کے دنوں میں جب میں نے انہیں گنگا رام ہسپتال میں داخل کیا ایک ہندو مجھے ملے۔ اور انہوں نے اپنی بیوی بھی مجھ سے ملوائی۔ وہ ام طاہرؓ کی خبر گیری کے لئے آئے تھے۔ ام طاہرؓ کے بھائی چونکہ جیل خانہ کے افسر تھے۔ اور انہوں نے اس ہندو کے ساتھ قید کے دنوں میں اچھا سلوک کیا تھا اس لئے وہ اظہار تشکرؓ کے طور پر ام طاہرؓ کی عیادت کے لئے آ گئے۔ جب انہوں نے بات کی تو مجھے معلوم ہوا کہ ان کی بیوی مسلمان ہے ایک بیٹی ان کے خسر کی میرے ایک پھوپھی زاد بھائی کے سالے سے بیاہی ہوئی تھی۔ ایک اس ہندو سے بیاہی ہوئی تھی۔ اور ایک اسی قسم کے کسی تیسرے آدمی سے بیاہی ہوئی تھی۔ تو ان لوگوں میں اس سے کوئی پرہیز نہیں وہ خیال کرتے ہیں کہ یہ تنگ ظرفی ہے۔ اگر شادی بیاہوں کو وسیع نہ کیا جائے حالانکہ غیر احمدی سے شادی نہ کرنا ایک غیر احمدی کے لئے اگر نیا مسئلہ ہے تو غیر مسلم سے شادی نہ کرنا کوئی نیا مسئلہ نہیں۔

قرآن کریم میں

یہ بات صراحت سے موجود ہے مگر وہ اسلام سے اتنا دور ہو چکے ہیں۔ کہ انہیں ان باتوں کی اب کوئی پرواہ ہی نہیں۔ اچھا رشتہ عیسائی مل جائے تو کہیں گے الحمدللہ بڑا اچھا رشتہ ملا ہے۔ اچھا رشتہ سکھ مل جائے تو کہیں گے الحمدللہ بڑا اچھا رشتہ ملا ہے۔ اچھا رشتہ ہندو مل جائے تو کہیں گے الحمدللہ بڑا اچھا رشتہ ملا ہے۔ اب پارٹیشن کے بعد مسلمانوں کے دلوں میں ایک قسم کا بغض ہندوؤں اور سکھوں کے متعلق پیدا ہوا ہے۔ لیکن پندرہ بیس سال کے بعد ممکن ہے جب یہ بغض دور ہو جائے تو تعلیم یافتہ طبقہ کہے کہ ابجی ان باتوں میں کیا رکھا ہے۔ مذہب اپنا اپنا ہے اور شادی ہو جائے تو کیا حرج ہے۔ دین تو صرف دل اور دماغ کے ساتھ تعلق رکھنے والی چیز ہے۔ اس کا شادیوں کے ساتھ کیا تعلق ہے میرے ایک عزیز تھے جو اب فوت ہو چکے ہیں میری ایک بیوی کے ماموں تھے انہوں نے

قصہ سنایا

کہ ایک ریلوے کلرک تھا اس نے مجھے ایک دن کہا کہ آیئے ہم آپ کو مولویوں کا ایمان دکھائیں۔ وہ شخص ان کا دوست تھا اور یہ ڈاکٹر تھے۔ وہ انہیں آگرہ کی جامع مسجد کے امام کے پاس لے گیا۔ اور ان کے سامنے گھٹنے ٹیک کر دو روپے بطور نذرانہ پیش کئے۔ اور پھر کہا میں جناب سے ایک مشورہ لینے آیا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مجھے فلاں محکمہ میں سو یا سوا سو روپیہ تنخواہ ملتی ہے۔ مگر میرا اس میں گزارہ نہیں ہوتا اب ریلوے میں ایک جگہ مل رہی ہے۔ وہاں تنخواہ تو ساٹھ روپے ہے۔ مگر بالائی آمد تین چار سو روپیہ کے قریب ہے۔ حضور کا اس کے متعلق کیا خیال ہے اب انہیں تو دو روپے کی نذر مل چکی تھی۔ اس کے بعد ان کے لئے یہ کہنا بڑا مشکل تھا کہ تمہارے لئے رزق کی یہ وسعت ناجائز ہے۔ سرہلا کر کہنے لگے اچھا ہے۔ کافی آمدن ہے کرلو۔ اور یہ کہنے کی توفیق نہ ملی کہ یہ تو حرام آمد ہے۔

حلال کے ساتھ حرام

آمد کس طرح لائی جا سکتی ہے بلکہ اس نے جب کہا کہ تنخواہ تو ساٹھ روپے ہے مگر تین چار سو روپیہ اوپر کی آمد ہے تو انہوں نے کہا کیا معقول آمد ہے بیشک ملازمت کر لو۔ یہی نظریہ پہلے عام طور پر مسلمانوں کا تھا۔ اور جب آپس کی مخالفت دور ہو گی تو پھر پیدا ہو جائیگا عیسائی ہو ہندو ہو سکھ ہو۔ اگر اس کا گزارہ اچھا ہو گا اور تین چار ہزار یا پانچ ہزار آمد ہو گی تو مسلمان کہے گا۔ کہ اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دینے میں کیا حرج ہے۔ بلکہ ماں باپ کی رضامندی سے پہلے ہی لڑکی کہہ دیگی کہ میں نے تو فلاں جگہ شادی کر لی ہے۔ اور جب وہ سنیں گے کہ لڑکے کی چار یا پانچ ہزار روپے ماہوار آمد ہے تو گو ظاہر میں وہ یہی کہیں گے کہ تم نے برا کام کیا مگر دل میں خوش ہوں گے کہ چلو جو کچھ ہو گیا اچھا ہو گیا۔ مگر ایک احمدی ایسا نہیں کر سکتا۔ لیکن بعض احمدی بھی ایسی غلطیاں کرتے ہیں کہ وہ اپنی لڑکیوں کو ایسی تعلیمیں دلواتے ہیں۔ جن کے بعد ان کے لئے رشتے ملنے مشکل ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ جب

ملازمت والی تعلیم کی ضرورت

صرف مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کی اصل ذمہ داری اولاد کی صحیح تربیت کرنا ہے۔ تو ان کی تعلیم صرف اس رنگ میں ہونی چاہیئے کہ کچھ دینی تعلیم ہو اور کچھ دنیوی تعلیم ہو تاکہ اپنی اولاد کو وہ اسلام کی خدمت کے لئے تیار کر سکیں۔ ہم جو ایک آدمی کو پانچ گنتے ہیں تو اس لحاظ سے کہ ایک وہ خود ہوتا ہے ایک اس کی بیوی ہوتی ہے۔ اور تین اس کے بچے ہوتے ہیں مگر ایک کو پانچ ہم اسی وقت گن سکتے ہیں۔ جب اس کے تین چار بچے ہمارے ہو جائیں۔ لیکن جب ماں صحیح تعلیم حاصل نہیں کرتی۔ اور اپنے بچوں کی صحیح تربیت نہیں کرتی۔ تو وہ تین ہمارے نہیں ہو سکتے۔ بہرحال کسی اور کے ہونگے۔ اتفاقی طور پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی بچے کی اپنے باپ سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور وہ اسے اپنے ساتھ جمعہ میں بھی لاتا ہے۔ درس میں بھی لاتا ہے۔ تقاریر میں بھی لاتا ہے۔

وعظ و نصیحت کی مجالس

میں بھی لاتا ہے۔ اور اس طرح وہ دین کا خادم بن جاتا ہے۔ چنانچہ کئی لوگ ایسے ہیں جن کی بیویاں سلسلہ کی سخت مخالف تھیں۔ مگر ان کے بچے بڑے مخلص ہیں۔ مگر یہ ایک اتفاقی حادثہ ہے۔ اور اتفاقی حادثہ کو ہم قانون نہیں کہہ سکتے۔ قانون وہی ہوتا ہے جس کے ماتحت ہم وقت سے پہلے اندازہ لگا سکیں کہ یہ نتیجہ ظاہر ہو گا۔ جس شخص کی بیوی مخالف ہے ہم دس سال پہلے یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کا لڑکا بڑا مخلص ہو گا۔ لیکن جس شخص کی بیوی مخلص ہے۔ ہم دس سال پہلے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس کا لڑکا بھی مخلص ہو گا۔ کیونکہ ماں دین کی واقف ہے۔

پس عورتوں کا

دین کی تعلیم سے واقف

ہونا نہایت ضروری ہے اور کم سے کم تعلیم جو کسی عورت کو حاصل ہو سکتی ہے۔ وہ جمعہ اور عیدین کے خطبات میں شامل ہو کر ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ مثلاً یہی جو میرا خطبہ ہے اس میں سے اگر غالص امور عورتوں کے متعلق نکالے جائیں تو کئی نکالے جا سکتے ہیں۔ مثلاً ایک امر میں نے یہی بیان کیا ہے کہ اسلام نے

عورت کا اصل فرض

اس کے بچوں کی تعلیم و تربیت رکھا ہے۔ آخر انعام کسی سخت کام پر ہی ملا کرتا ہے۔ عورتیں کہتی ہیں کہ یہ بڑا تلخ کام ہے کہ ہم گھر میں رہیں اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا فرض ادا کریں۔ ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ تلخ کام ہے تو تلخ کام پر ہی تو انعام ملا کرتا ہے کیا تم سمجھتی ہو کہ قیامت کے دن خدا تعالےٰ اس بات پر تمہیں انعام دے گا۔ کہ تم نے کتنے سیر رس گلے کھائے تھے اگر تم کہو گی کہ میں نے دس سیر رس گلے کھائے تھے تو خدا تعالےٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ لے جاؤ اس عورت کو جنت کے اونچے طبقہ میں کیونکہ اس نے بڑے رس گلے کھائے تھے۔ پھر ایک غریب عورت اس کے سامنے پیش ہو گی اور وہ پوچھے گا بتاؤ تم نے کتنے رس گلے کھائے اور وہ کہے گی خدایا میں نے تو ایک دن صرف ایک رس گلا چکھا تھا۔ اس پر خدا کہے گا لے جاؤ اس کو جنت کے ادنےٰ طبقہ میں کیونکہ اس نے صرف ایک رس گلا چکھا تھا پھر ایک اور عورت پیش ہو گی۔ اور خدا اس سے پوچھے گا کہ بتاؤ تم نے کتنے رس گلے کھائے اور وہ کہے گی خدایا میں نے تو رس گلے کی کبھی شکل تک نہیں دیکھی۔ اس پر خدا کہے گا ڈالو اس کمبخت کو دوزخ میں کیونکہ اس نے رس گلا دیکھا تک نہیں۔ اب یا تو یہ سمجھو کہ قیامت کے دن ان بنیادوں پر فیصلہ ہو گا اور اگر تم سمجھتی ہو کہ ان باتوں پر خدا تعالےٰ کے

انعامات نہیں ملیں گے بلکہ قربانیوں کے مطابق انعا[م] ملیں گے۔ تو اگر یہ صحیح ہے کہ عورت کی یہ زندگ[ی] بہت تکلیف دہ ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ عور[ت] کا انعام بھی بہت بڑا ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ مرد اپنے لئے اور قانون بنا لیتے ہیں اور عورت کے لئے اور قانون بنا دیتے ہیں۔ اوّل تو یہ صحیح نہیں ک[یونکہ] قرآن

خدا تعالےٰ کا کلام

ہے اور یہ قانون ہمارا نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کا بنا[یا] ہوا قانون ہے۔ دوسرے دنیا میں ہر شخص دوسروں [کے] متعلق یہ سمجھتا ہے کہ وہ آرام میں ہیں اور اپنے متع[لق] یہ سمجھتا ہے کہ میں سب سے زیادہ تکلیف اٹھ[ا] رہا ہوں۔ مرد کے ذمہ جو کمائی کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں۔ ایک غریب آدمی [جس] کی کچھ بھی تعلیم نہیں ہوتی کس طرح رات اور دن ایک کر دیتا ہے صرف اس لئے کہ وہ ایک یا دو روٹی[اں] اپنے بیوی بچوں کے لئے مہیا کرے۔ پھر وہ روز[ی] کمانے کیلئے لڑائیوں میں جاتا ہے اور موت کے [منہ] میں اپنے آپ کو ڈال دیتا ہے بے شک اس وقت عورت بھی تکلیف پاتی ہے کیونکہ مرد اس کے پا[س] نہیں ہوتا۔ مگر مرد بھی اتنی ہی تکلیف اٹھا رہا ہوتا ہے کیونکہ اس کی عورت اس کے پاس نہیں ہوتی۔ عورت ان

مشکلات میں سے

نہیں گذرتی جن مشکلات میں سے مرد گذر رہا ہوتا ہے۔ وہ توپوں کے گولوں کے سامنے جاتا ہے۔ رائفلوں کی گولیاں اپنے سینے پر [لیتا] ہے۔ مائنز پر سے گذرتا ہے اور اس کی غر[ض] کیا ہوتی ہے صرف اتنی ہوتی ہے کہ میری [بیوی] اور بچے گذارہ کر سکیں اور ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ غرض وہ تمام مشکلات جن میں سے [ا]مرد گذرتا ہے ان کا خلاصہ صرف اتنا ہوتا [ہے] کہ میری بیوی کو روٹی ملتی رہے اور میرے [بچے] بھوکے نہ رہیں۔ پس ہر شخص کی تکلیف اپنے [اپنے] رنگ کی ہوتی ہے۔ یہ کہنا کہ دوسروں کو تکلیف کم ہے اور میری تکلیف زیادہ ہے نادانی ہوتی ہے۔ مردوں میں بھی بعض ایسے کند ذہن ہوتے ہیں جو کہہ دیتے ہیں کہ عورتوں کا کام ہی کیا ہے۔ گھروں میں آرام سے بیٹھ[ی] رہتی ہیں۔ حالانکہ اگر دونوں کی زندگی بدل دی جائے۔ عورت سے کہا جائے کہ باہر نکل آئے اور مرد سے کہا جائے کہ گھر میں بیٹھ رہے تو عورت فوراً کہہ دے گی کہ میں تو گولی کے آگے جانے کے لئے تیار نہیں اور مرد فوراً کہہ دیں گے کہ ہم تو گھر میں بیٹھنے کے لئے تیار نہیں۔ لیکن یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاہل مردوں کا طریق

کہ وہ کہہ دیتے ہیں کہ عورت کا کوئی کام ہی نہیں ...ر کی چاردیواری کے اندر قید ہو جانا کوئی معمولی بات ...یں ہوتی۔ اسی طرح لڑائیوں میں جانا اور گھر کے ...راجات اور کھانے پینے کی ذمہ داریوں کو اٹھانا ...ئی معمولی بات نہیں ہوتی۔ میں مانتا ہوں کہ کچھ مرد ...یسے بھی ہوتے ہیں جو اپنی ذمہ داری کو نہیں سمجھتے ...کر لاتے ہیں پندرہ روپے اور پھر بیوی سے ...چتے ہیں کہ وہ انہیں پراٹھے بھی کھلائے اور گھا ...ا گوشت بھی دے۔ اور اگر وہ نہیں دیتی تو جوتی ...ے کر اس کے سر پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ ...ہیں سمجھتے کہ اتنے روپوں میں میری بیوی اور ...ول کیلئے دال بھی بچتی ہے یا نہیں۔ پس ہیں ایسے ...د۔ لیکن ایسی عورتیں بھی ہیں جو بے ایمان اور ...ار ہوتی ہیں اور اپنے گھر میں نہیں ٹھہرتیں سارا ...ن ادھر اُدھر آوارہ پھرتی رہتی ہیں۔ پس مرد ...ن ایسے نالائق موجود ہیں جو تھوڑی سی کمائی کرکے ...ی اپنے ہی پیٹ میں ڈال جانتے ہیں اور عورتیں بھی ...یسی ہیں جو گھروں میں نہیں ٹکتیں اور آوارہ پھرتی ...تی ہیں۔ پس جہاں تک

قانون شکنی

...سوال ہے عورت ہی نہیں مرد بھی ہے ...مرد میں ہی نہیں عورت میں بھی ہے اور جہاں تک ...ت اور قربانی کا سوال ہے مرد کی قربانی بھی ...کم نہیں اور عورت کی قربانی بھی کچھ کم نہیں دونوں ...ری ہیں۔ میرا سارا ڈھائی تین مہینے بیمار رہ کر چارپائی ...پڑا رہا ہوں۔ مجھے خبر نہیں کیا کچھ قربانی کرنے کے ...تیار ہو جاتا اگر اس قربانی کے نتیجہ میں مجھے باہر ...نے کا موقع مل جاتا۔ پس عورت کی قربانی معمولی نہیں ...خص اسے کم سمجھتا ہے وہ بھی بیوقوف ہے اور ...عورت مرد کی قربانی کو کم سمجھتی ہے وہ بھی ...وف ہے۔ دونوں کیلئے خدا تعالیٰ نے یکساں ...انی رکھی ہے اور

دونوں قربانیاں

...اپنی جگہ ضروری ہیں۔ پانی کو دیکھو کس طرح وہ ...لائیج اور حرص میں ایک چھوٹی سی دکان میں ...سارا دن گزار دیتا ہے اور ادھر اُدھر چلنے کا ...تک نہیں لیتا۔ عورت کے پھلنے پھرنے کے لئے ...پھر بھی پندرہ بیس فٹ کا صحن ہوتا ہے۔ مگر وہ ...پانچ فٹ کے چبوترہ پر ہی بیٹھا رہتا ہے اور ...کبھی ادھر اُدھر نہیں جاتا۔ اس لئے کہ کہیں پیسے ...دھیلے کا سودا نہ رہ جائے۔ پس اس رنگ کی ...ربانیاں مرد بھی کرتے ہیں صرف عورتوں سے ہی ...خاص نہیں۔ پھر کیا یہ قید گھر کی چاردیواری ...میں بیٹھے رہنے سے کچھ کم ہے کہ ایک سپاہی ...جنگ کی حالت میں سڑک پر کھڑا ہاتھ دے رہا ...ہے۔ کبھی اس طرف اشارہ کرتا ہے اور کبھی

اس طرف دھوپ پڑ رہی ہے پسینہ بہہ رہا ہے۔ مگر وہ اسی حالت میں برابر چاروں طرف دیکھتا ہے اور کبھی اس گاڑی کو کھڑا کرتا ہے اور کبھی اس گاڑی کو۔ عورت کو اس مقام پر کھڑا کرو تو دو گھنٹے میں ہی اُسے سمجھ آ جائے کہ مرد بھی قربانی کر رہے ہیں۔

درحقیقت خدا تعالیٰ نے مرد اور عورت کے

الگ الگ کام

اور الگ الگ قربانیاں مقرر کی ہیں مگر یہ تبھی مفید ثابت ہو سکتی ہیں جب اپنے فرائض کو صحیح طور پر سمجھا جائے۔ عورت گھر میں بیٹھے اور بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے۔ اگر وہ گھر میں تو رہتی ہے مگر بچوں کی تربیت کا کام نہیں کرتی تو وہ محض قید میں اپنے دن گزارتی ہے۔ اسی طرح اگر مرد باہر پھرتا ہے مگر وہ اپنے بیوی بچوں کے لئے صحیح طور پر کمائی نہیں کرتا تو وہ صرف آوارہ گردی کر رہا ہے۔ ہم مانتے ہیں کہ عورت گھر میں قید ہوتی ہے مگر اسی وقت جب وہ بچوں کی تربیت سے غافل ہوتی ہے اگر غافل نہیں تو وہ قید نہیں بلکہ وہ کام کر رہی ہے

فوج کا سپاہی

جو محاذ جنگ پر جاتا ہے وہ بعض دفعہ میلوں میل مارچ کرتا چلا جاتا ہے اور ڈاکٹر چوبیس گھنٹے ہسپتال کے ایک کمرے میں جاگ رہا اور کام کر رہا ہوتا ہے تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ سپاہی تو کام کر رہا ہے۔ مگر ڈاکٹر کا کوئی کام نہیں بلکہ دنیا اس ڈاکٹر کے کام کو زیادہ وقعت دیتی ہے کیونکہ اس کا ایک جگہ بیٹھا رہنا اور رات دن کام میں مشغول رہنا زیادہ قربانی ہوتی ہے پھر باہر کا آدمی بھی بعض دفعہ ایسے کام پر مقرر ہوتا ہے جس میں بڑی دلیری اور جرأت اور بہادری کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس وقت گھر میں بیٹھنے والا اس باہر پھرنے والے آدمی کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً جاسوسی کا کام ہی ہے۔ اس کے لئے بڑی ہوشیاری اور بڑی جرأت اور دلیری کی ضرورت ہوتی ہے۔

لارنس ایک انگریز تھا

جو عرب میں گیا اور اس نے جاسوسی کے ذریعہ وہاں کے بڑے بڑے راز معلوم کئے۔ وہ ایک معمولی آدمی تھا جب گیا ہے تو کپتان یا میجر کے عہدہ پر کام کرتا تھا مگر بعد میں قوم کا لیڈر بن گیا کیونکہ اس نے دنیا کے چکر کاٹے مگر آوارگی کے لئے نہیں بلکہ اپنی قوم کو فائدہ پہنچانے کے لئے تو گھر میں بیٹھنے والی عورت اگر کوئی کام نہیں کر رہی تو وہ قید ہے اور باہر پھرنے والا مرد اگر کوئی کام نہیں کر رہا تو وہ آوارہ ہے۔ اصل بات جو دیکھنے والی ہوتی ہے یہ ہے کہ جو کام کسی کے سپرد کیا گیا ہے اس کو وہ کس حد تک

سرانجام دے رہا ہے۔ پس اگر ہماری عورتوں کو اس طرح تعلیم نہیں دی جاتی کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت کے فرائض کو صحیح طریق پر سرانجام دے سکیں تو ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ انہیں چاردیواری میں قید کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی تعلیم کے لئے کوئی موقع ہی پیدا نہیں کیا جاتا۔ یہی چھوٹی سی بات دیکھ لو آپ کی مسجد میں پانچویں یا چھٹے حصہ کے برابر عورتوں کی گنجائش ہے۔ حالانکہ عورتیں مردوں سے نصف ہیں اور پھر بچے بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تین چار سال کا بچہ تو ضرور اپنی ماں کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ پس ان کے لئے جگہ مردوں سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہونی چاہئے۔ مگر آپ نے ان کے لئے اتنی جگہ رکھی ہے کہ اگر باری باری عورتیں آئیں تو آٹھویں دسویں دفعہ ایک عورت آسکتی ہے پھر تعلیم وہ کہاں حاصل کر سکتی ہیں اور دین کی واقفیت انہیں کس طرح ہو سکتی ہے۔ ابھی ہمیں ایسی سہولتیں میسر نہیں کہ ہم ہر جگہ

قرآن کریم کا درس

جاری کر سکیں۔ جیسا کہ قادیان میں ہوا کرتا تھا اور جیسا کہ ربوہ میں انشاء اللہ ہو جائے گا۔ لیکن اگر ہم اس بات پر قادر نہیں کہ ہر جگہ ایسا انتظام کر سکیں تو کم سے کم جمعہ کا ایک خطبہ تو عورت کو سننے کا موقع دینا چاہئے۔ اگر تم کسی کو دو وقت کا کھانا اور ناشتہ نہیں دے سکتے تو نہیں کم از کم چوبیس گھنٹہ میں ایک روٹی تو دینی چاہئے۔ اگر عورتوں کو روزانہ دین سکھانے کا ابھی تمہارے پاس کوئی ذریعہ نہیں تو کم سے کم یہ تو کرو کہ ہفتہ کا ایک خطبہ انہیں سننے کا موقعہ دو۔ مگر وہ خطبہ کس طرح سن سکتی ہیں اور کونسا ذریعہ ہے جس سے کام لے کر وہ یہاں آسکتی ہیں۔ میں تو سمجھتا ہوں عورتوں کے لئے جو جگہ ہے وہ مردوں کی جگہ کا شاید دسواں حصہ ہوگا۔ گرمیوں میں میں نے سنا ہے کہ بعض عورتیں بے ہوشی کے قریب پہنچ جاتی ہیں اور بعض بے ہوش بھی ہو جاتی ہیں ایک طرف دینی تعلیم کے مواقع بہم نہ پہنچانا اور دوسری طرف یہ امید رکھنا کہ وہ

تربیت کے فرائض

نہایت عمدگی سے سرانجام دیں بالکل بے جوڑ بات بن جاتی ہے۔ جب تعلیم ان میں ہے ہی نہیں جب تربیت کے مواقع ہی ان کے لئے پیدا نہیں کئے جاتے تو وہ دوسروں پر کیا اثر ڈالیں گی۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر عورتوں کے اندر بیداری پیدا کر دی جائے اور انہیں دین سے واقف کیا جائے تو وہ اپنے مردوں کو نہایت آسانی کے ساتھ راہ راست پر لا سکتی ہیں۔ کوئٹہ میں میں نے ایک دفعہ تقریر کی جس میں

کئی فوجی افسر بھی شامل ہوئے۔ دو تین فوجی افسر تو تقریر سے اتنے متاثر ہوئے کہ واپسی پر وہ آپس میں یہ باتیں کرتے گئے کہ ہم نے تو اب احمدی ہو جانا ہے۔ کیونکہ صداقت ہم پر کھل گئی ہے۔ یہ بات شیطان نے ان کی بیویوں تک بھی پہنچا دی۔ ان

فوجی افسروں میں

سے ایک نے چند دنوں کے بعد ہمارے ایک دوست سے کہا کہ میری بیوی نے مجھے بلاکر کہا کہ یہ لوگ کافر اور خدا تعالیٰ کے منکر ہیں۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نہیں مانتے اور تم ان کے گھر گئے ہو۔ پہلے مجھے طلاق دے دو اور پھر ان کے پاس جایا کرو۔ یہ بات سنا کر اس احمدی دوست سے اس نے کہا کہ آئندہ میں تم سے مل نہیں سکوں گا۔ اب دیکھو یہ نتیجہ اس بات کا تھا کہ عورت نے ہمارے متعلق کوئی صحیح بات سُنی ہی نہ تھی۔ ملّاں نے اس کے کان میں جو کچھ ڈال دیا اسے اس نے پلّے باندھ لیا۔ عورت سنتی کم ہے مگر جتنی بات سُنتی ہے اسے ایسی گرہ دیتی ہے کہ اس سے ادھر اُدھر نہیں ہوتی۔ اور مرد سنتے زیادہ ہیں۔ مگر باتوں کو گرہ کم دیتے ہیں۔

ہماری نانی کی ایک بھاوج تھیں ہم

دہلی جاتے تھے

تو انہی کے گھر میں رہتے تھے۔ ان میں تعصب بہت زیادہ تھا۔ ایک دفعہ ان کے بھائی آگئے وہ حیدر آباد میں رہتے تھے مگر کبھی کبھی دہلی آ جاتے تھے اور میں اتفاقاً ان دنوں دہلی گیا ہوا تھا اور نانی کے گھر میں ٹھہرا ہوا تھا۔ انہوں نے آتے ہی پوچھا کہ

یہ بچہ کون ہے

انہوں نے بتایا کہ تمہاری فلاں بھانجی کا بیٹا اور ہمارا نواسہ ہے۔ وہ میرے پاس بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ قادیانیت کیا شے ہے تمہیں کچھ علم ہو تو بتاؤ۔ میں نے اپنے علم کے مطابق وفات مسیح اور ختم نبوت وغیرہ کے متعلق دلائل دیئے اور ایک دو آیتیں بھی پیش کیں وہ آدمی نرم مزاج اور شائستہ طریق کے تھے۔ باتیں سن کر کہنے لگے کہ تمہاری باتیں تو سب ٹھیک ہیں پھر مولوی کیوں مخالفت کرتے ہیں؟ اتنے میں ہماری نانی بڑے غصّہ سے آئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور اپنے بھائی سے کہنے لگیں اس کا تو دماغ خراب ہے۔ تمہارا بھی دماغ خراب ہو چکا ہے۔ کہ اس کو اور لگاڑ رہے ہو۔ اب نہ احمدیت کے متعلق انہوں نے کبھی تحقیق کی نہ کبھی غور کیا اور اپنے بھائی کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ کہ تم اسس کو بگاڑ رہے ہو ہماری اپنی نانی کا

ایک اور واقعہ

بھی بعض عزیزوں نے سنایا۔ ایک دفعہ حیدر آباد میں عورتوں کے لئے ایک نمائش منعقد ہوئی۔ سیٹھ عبد اللہ بھائی کی بیوی نے بھی نمائش گاہ میں سلسلہ کی کتابوں کی ایک دوکان کھول لی۔ وہاں نوابوں رؤسا اور افسروں کی بیویاں آتیں۔ اور وہ انہیں سلسلہ کی کتابیں پیش کرتیں۔ چونکہ یہ رئیس خاندان ہے۔ اس لئے ان کے رؤسا کے ساتھ گہرے تعلقات ہیں۔ جب ان کے خاندانوں کی مستورات وہاں آتیں۔ تو سیٹھ عبد اللہ بھائی کی بیوی انہیں بتاتیں کہ یہ احمدیت کی کتابیں ہیں۔ اور ان میں یہ یہ لکھا ہے اور پھر کچھ کتابیں ان کو تحفۃً دے دیتیں۔ تاکہ وہ گھر پر ان کا مطالعہ کریں۔ ایک دفعہ کسی نواب کی بیوی وہاں آئیں۔ اور ان کے ساتھ ہماری نانی بھی تھیں۔ کیونکہ ان کے بچے وغیرہ سب حیدر آباد رہتے تھے۔ اور یہ بھی دلی سے حیدر آباد گئی ہوئی تھیں سیٹھ عبد اللہ بھائی کی بیوی نے اس نواب کی بیوی کو بھی تبلیغ کی۔ اور بتایا کہ احمدیت کیا چیز ہے اور جاتے ہوئے ایک کتاب بھی تحفۃً دے دی۔ چند دنوں کے بعد جو پھر اس نواب کی بیوی کو

سیٹھ عبد اللہ بھائی

کی بیوی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ تو وہ کہنے لگی کہ وہ جو میرے ساتھ دلی والی خاتون تھیں انہوں نے تو مجھے ایک عجیب بات بتائی۔ جب ہم یہاں سے واپس گئیں۔ تو وہ مجھے کہنے لگیں۔ کہ تم نے اپنا وقت کیوں ضائع کیا۔ میری تو اپنی بھانجی ان کے ہاں بیاہی ہوئی ہے دوکان ہے دوکان۔ مذہب تھوڑا ہی ہے۔ یوں دنیوی طور پر وہ ہم سے بڑی محبت کرتی تھیں۔ بات صرف اتنی تھی۔ کہ مولوی نے ان کے کان میں یہ ڈال رکھا تھا کہ یہ محض ایک دوکانداری ہے ان کی ہمارے ساتھ رشتہ داری بھی تھی تعلق بھی تھا۔ بعض ایسے رشتہ دار بھی تھے جو ہم سے بات تک نہیں کرتے تھے۔ مگر وہ ایسی تھیں کہ ہم دلی جاتے تو انہیں کے گھر میں ٹھہرتے۔ مگر ان کے دل میں یہی یقین تھا۔ کہ یہ ایک دوکان ہے مگر میں بھی دیکھ لو

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے رشتہ دار آپ کے متعلق یہی کہا کرتے تھے کہ اس نے ایک دوکان کھول رکھی ہے یہ واقعات بتلاتے ہیں کہ عورتیں جو بات سنتی ہیں۔ اسے ایسا پختہ باندھ لیتی ہیں کہ ان کو اس سے ہٹانا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اور وہ فائدہ جو ان کی پختگی کا ہے۔ اس سے دین بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے آخر وجہ کیا ہے۔ کہ عورت کی پختگی سے شیطان تو فائدہ اٹھائے۔ اور خدا فائدہ نہ اٹھائے۔ اگر وہ نہیں اٹھاتا تو یہ محض ہماری سستی کا نتیجہ ہے کہ ہم عورتوں کو تعلیم نہیں دیتے۔ اور ان کے لئے ایسے مواقع بہم نہیں پہنچاتے کہ وہ دین سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ ایک صاف ورق کی طرح ہوتی ہیں۔ اور دشمن کے لئے موقع ہوتا ہے کہ وہ جو چاہے اس پر لکھ دے۔ اگر ہم ان کے دلوں پر دین کو اچھی طرح نقش کر دیں۔ تو وہ ایسی مضبوط ثابت ہوں کہ مردوں سے بھی اپنے ایمان میں بڑھ جائیں۔ ایسے کئی واقعات ہوئے ہیں کہ مرد کو ٹھوکر لگی ہے مگر عورت مخلص رہی ہے اور آخر عورت اپنے خاوند کو بچا کر لے آئی ہے اس کے مقابلہ میں

عورتوں کی عام حالت

یہ ہے کہ چونکہ ان میں دینی تعلیم کم ہے۔ اگر ان کے خاوند کسی وقت مرتد ہوتے ہیں۔ تو ساتھ ہی وہ بھی مرتد ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ آج تک جتنے لوگ مرتد ہوئے ہیں۔ ان کے ساتھ ہی ان کی بیویاں بھی مرتد ہوتی رہی ہیں۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ ان کا ایمان محض رسمی تھا۔ اس کے مقابلہ میں جہاں صحیح ایمان تھا۔ وہاں بعض عورتوں نے اپنے خاوندوں کا اتنا سخت مقابلہ کیا۔ کہ آخر انہیں دین کی طرف واپس لے آئیں لیکن جہاں بھی عورت کی دینی تعلیم کم تھی۔ وہاں خاوند کو ٹھوکر لگی تو ساتھ ہی عورت بھی ٹھوکر کھا گئی۔ خاوند کو تو کہیں نوکری کی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے۔ کہیں کسی مقدمہ کی وجہ سے ٹھوکر لگتی ہے کہیں کوئی اور باعث ہوتا ہے۔ مگر جس رات وہ مرتد ہوتا ہے۔ اسی رات اس کی بیوی کا ایمان بھی خراب ہو جاتا ہے۔ پس ضروری ہے کہ عورتوں کو دینی تعلیم سے واقف کیا جائے۔ مگر اس مسجد میں

لاہور کی موجودہ جماعت

کی عورتوں کو تعلیم نہیں دی جا سکتی۔ بلکہ ہفتہ کا ایک خطبہ بھی وہ نہیں سن سکتیں۔ پس ضروری ہے کہ ہمارے پاس اس مسجد سے بڑی مسجد ہو۔ اور ضروری ہے کہ یہاں کے مقامی مبلغ لجنہ اماء اللہ کو توجہ دلا کر ایسا انتظام کریں کہ عورتوں کو دینی تعلیم دی جا سکے۔ وہ ان کے سامنے نبوت۔ وفات مسیح۔ صداقت مسیح موعود اور موجودہ زمانہ کے اہم مسائل پر تقریریں کریں۔ اور پھر سادہ اور آسان الفاظ میں ان کو نوٹ لکھوائیں۔ تاکہ وہ ان کو یاد رکھیں۔ اور ضرورت کے وقت ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

میں سمجھتا ہوں

اگر اس رنگ میں عورتوں کو تعلیم دی جائے۔ ان کے سامنے تقریریں کی جائیں۔ اور انہیں مختلف مسائل پر نوٹ لکھوائے جائیں تو تھوڑے ہی دنوں میں عورتوں کی تبلیغ مردوں سے آگے نکل جائے اور اگر عورتوں میں ہمارا تبلیغی اثر پہنچ جائے۔ تو مرد خود بخود سلسلہ کی طرف توجہ کرنے پر مجبور ہوں گے۔

ایک سال کا عرصہ ہوا۔ ایک افسر مجھے ملنے کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھے پیغام بھجوایا کہ میں نے اور میری بیوی نے اکٹھا ملنا ہے میں نے کہا آجایئے وہ آئے اور ملے وہ اس وقت مہاجرین کے کسی کیمپ پر لگے ہوئے تھے انہوں نے بتایا کہ میری بیوی نے آپ کے

سلسلہ کا لٹریچر

پڑھا ہے یہ یاد نہیں رہا کہ انہوں نے یہ کہا کہ انہوں نے خود ہی سلسلہ کی کتابیں منگوا کر پڑھنی شروع کیں یہ کہا کہ ان کے کسی رشتہ دار نے انہیں لٹریچر دیا۔ بہرحال انہوں نے بتایا۔ کہ یہ احمدیت سے بہت متاثر ہیں۔ اور ان کی ہمیشہ یہی کوشش رہتی ہے کہ احمدی مہاجرات کو کسی کام پر لگایا جائے اور اس بارہ میں یہ ہمیشہ کام کرتی رہی ہیں مگر اب بعض افسر مخالفت کرتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے چاہا ہے کہ آپ کو یہ تحریک کی جائے کہ آپ کوئی اپنا کارخانہ کھولیں۔ کام سکھانے والے آدمی ہم دیں گے۔ اور آپ کی جماعت کی عورتوں کو کام سکھائیں گے۔ اب دیکھو اس عورت میں یہ جوش تھا کہ احمدی عورتوں کی مدد کی جائے۔ مگر یہ جوش اس کے دل میں اس لئے پیدا ہوا کہ سلسلہ کا لٹریچر اس نے پڑھا اور وہ احمدیت کو سمجھنے لگی۔ اسی طرح کراچی میں ایک دوست ملے انہوں نے کہا کہ میں نے آپ کا لٹریچر پڑھا ہے اور سلسلہ کی بہت سی کتابیں بھی میں دیکھ چکا ہوں میں نے کہا آپ فرمائیں تو آپ کو انگریزی ترجمۃ القرآن کی ایک کاپی بھجوا دوں۔ وہ کہنے لگے آپ کے لٹریچر کی میری بیوی بہت شائق ہے اور وہ اردو جانتی ہے۔ اس لئے آپ اردو لٹریچر بھجوایئے ورنہ اسے گلہ رہے گا۔ کہ میرے لئے کوئی لٹریچر نہیں منگوایا۔ تو عورتوں کی تعلیم کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ مرد بھی دین کی طرف توجہ کرنے لگ جاتے ہیں۔ یہ جو آئے دن لوگوں کو ٹھوکریں لگتی رہتی ہیں۔ یہ اس بات کا نتیجہ ہوتی ہیں کہ انہوں نے

احمدیت کا صحیح مطالعہ

نہیں کیا ہوتا۔ اگر احمدیت کا صحیح طور پر مطالعہ ہو تو اس کے بعد اگر مرد کو ٹھوکر لگے تو عورت اسے سمجھا سکتی ہے۔ اور اگر مرد کا صحیح مطالعہ ہو اور عورت کو ٹھوکر لگے۔ تو وہ اپنی عورت کو سمجھا سکتا ہے اب ایک کا مطالعہ صحیح نہیں ہوتا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب ان میں سے کسی ایک کو ٹھوکر لگتی ہے تو دوسرا اس کے پیچھے چل پڑتا ہے۔ مگر پہلی چیز

مسجد کی وسعت

ہے۔ جب تک مسجد وسیع نہ ہو جائے وہ خطبہ جو ہفتہ میں ایک دفعہ دینا پڑتا ہے۔ اس کے سننے سے بھی عورتیں محروم رہیں گی۔ تمہارا مبلغ بیمار ہے تو وہ درس بند کر سکتا ہے۔ تمہارا مدرس بیمار ہے۔ تو وہ سبق بند کر سکتا ہے۔ مگر جمعہ کا خطبہ بند نہیں ہو سکتا۔ ایک بیمار ہو تو دوسرا کھڑا ہو جائے گا۔ دوسرا بیمار ہو تو تیسرا کھڑا ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ ایک الٰہی حکم ہے۔ جس کو بہر حال پورا کرنا ہوتا ہے پس اس چیز سے عورت کو محروم کرنا درحقیقت جماعت کے نظام کو توڑنے کے مترادف ہے پس کوشش کیجئے کہ جلد سے جلد آپ ایک بڑی جامع مسجد تیار کر سکیں۔ میں نے ہمیشہ کہا ہے کہ لاہور

میرا دوسرا وطن

ہے۔ یہیں میری پہلی شادی ہوئی ہے۔ اور اس وجہ سے میں بڑی کثرت سے لاہور آیا جایا کرتا تھا۔ پس لاہور سے مجھے محبت ہے۔ مگر جو نقص ہے سو وہ بہر حال نقص ہے۔ اور اس کو جماعت کی اصلاح کے لئے بیان ہی کرنا پڑتا ہے مجھے افسوس ہے۔ کہ میں نے یہاں کی جماعت میں تبلیغ کا وہ احساس نہیں دیکھا جو

کوئٹہ اور کراچی

کے لوگوں میں میں نے دیکھا ہے یہاں ہمارے دل میں کبھی خود خواہش ہوتی ہے کہ جماعت کوئی تقریب پیدا کرے تاکہ دوسروں سے ہم مل سکیں۔ مگر جماعت نے اس طرف کبھی توجہ نہیں کی۔ میں سمجھتا ہوں لاہور میں دو سال رہ کر بھی ہم اتنے لوگوں سے واقف نہیں ہو سکے۔ جتنے لوگوں سے ہمیں دو ن کراچی رہ کر ہم واقف ہوئے ہیں یا جتنے لوگوں سے تین مہینے کوئٹہ رہ کر ہمیں واقفیت پیدا ہوئی ہے۔ وہاں کی جماعت میں جوش تھا۔ کہ کسی طرح تبلیغ کے زیادہ سے زیادہ مواقع پیدا کئے جائیں۔ کہیں دعوتیں دے رہے ہیں۔ کہیں چائے پر بلا رہے ہیں۔ کہیں جلسہ تجویز کر رہے ہیں اور اگر میں بیمار ہوں تو میرے ساتھیوں

کو سے جا رہے ہیں اور آٹھ آٹھ دس دس آدمیوں کو تبلیغ کر رہے ہیں اور ان سے اپنے دوستوں کو ملوا رہے ہیں۔ پھر جو موقع بھی نکلے اس سے فائدہ اٹھانے کے لئے وہ تیار نظر آتے تھے۔ عصر کے بعد کوئی اچھا موقع ہے تو عصر کے بعد دوستوں کو لا رہے ہیں۔ ظہر کے بعد کوئی اچھا موقع ہے تو ظہر کے بعد لا رہے ہیں۔ دوپہر کو کوئی اچھا موقع ہے تو دوپہر کو لا رہے ہیں۔ غرض سینکڑوں آدمیوں سے چند دنوں میں ہی میں واقف ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کوئٹہ میں دونوں پارٹیوں اور انفرادی ملاقاتوں کو ملا کر تین ماہ میں کوئی

چھ سات سو نیا آدمی

ہمیں ملا ہوگا۔ جن میں سے اکثر افسر اور عہدار تھے اور اس طرح ان سے ہماری واقفیت ہوئی۔ اسی طرح کراچی میں ہم اٹھارہ انیس ۱۹ دن رہے ہیں۔ ان اٹھارہ انیس دنوں میں جتنے آدمیوں سے ہماری واقفیت ہوئی۔ لاہور میں اتنے آدمیوں سے دو سال میں بھی واقفیت نہیں ہوئی۔ بعض جگہ انہوں نے سوا سوا سو آدمی بلایا۔ بعض جگہ چالیس چالیس پچاس پچاس آدمی بلائے اور بعض جگہ آٹھ دس آدمی بھی تھے۔ فوجیوں نے بھی دو پارٹیاں کیں ڈرگ روڈ میں جو فوجی رہتے تھے انہوں نے الگ پارٹی کی اور مالیر میں جو فوجی رہتے تھے انہوں نے الگ پارٹی کی اور پھر ہر ایک نے اسبات کا انتظام کیا کہ لوگ مختلف سوالات کریں جہاں وہ نہیں بولتے تھے وہاں آپ سوال کر کے بات شروع کر دیتے تھے۔

اس کا اثر

یہ ہوا کہ جن لوگوں میں تعصب اور مخالفت کا مادہ تھا اور سمجھتے تھے کہ اگر ہم نے ان کو کھانے یا چائے پر بلایا تو لوگ ہمیں برا سمجھیں گے۔ انہوں نے جب سنا کہ لوگوں کا انہیں دعوتوں میں بلانا عیب نہیں سمجھا گیا بلکہ ایک خوبی سمجھی گئی ہے تو ان کے دل میں بھی خواہش پیدا ہوئی کہ ہم انہیں کھانے پر مدعو کریں۔ ہم جب کراچی پہنچے ہیں تو ایک غیر احمدی تاجر کے متعلق مجھے بتایا گیا کہ وہ کھانے پر بلانا چاہتے ہیں۔ مگر انہوں نے وقت نہیں بتایا پھر بتائیں گے۔ میں نے کہا بہت اچھا۔ وہ ہندوستان سے آئی ہوئی ایک

تاجر قوم کے دو فرد

تھے دونوں نے دعوت دی مگر ایک نے تاریخ بتا دی اور دوسرے نے نہ بتائی۔ جس نے تاریخ بتا دی تھی۔ میں اس کے ہاں گیا۔ وہاں بہت سے قوم کے سرکردہ جمع تھے جنہوں نے مختلف سوالات کئے اور میں نے ان کے جوابات دیئے۔ دوسرا شخص ڈر گیا کہ اگر میں نے دعوت کی تو میری قوم کے لوگ کیا کہیں گے۔ پس وہ بھی خاموش ہو گیا۔ ان دنوں اور بھی کئی لوگ دعوتیں دے رہے تھے۔ جب وقت ہمارے چلنے میں صرف دو تین دن رہ گئے۔ تو ایک دوست نے ان کی طرف سے پیغام دیا کہ آپ میری دعوت کے لئے کوئی وقت مقرر کر دیجئے میرے دل میں خیال آیا کہ اسے اپنی قوم کے دوسرے آدمی کو دیکھ کر یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ اس کی مخالفت تو ہوئی نہیں بلکہ سب اس دعوت میں شریک تھے۔ اس لئے اب میں بھی دعوت کر دوں چنانچہ جب یہ پیغام مجھے ملا تو میں ہنس پڑا۔ پیغام دینے والے بھی سمجھ گئے اور وہ بھی ہنس پڑے اور کہنے لگے ہاں جی اس دعوت کا یہ نتیجہ ہے پہلے تو وہ ڈر گئے تھے مگر جب انہوں نے سنا کہ سارے لیڈر وہاں موجود تھے۔ اور آپس میں بڑی محبت اور پیار کی باتیں ہوتی رہیں۔ تو انہیں اب رشک آیا ہے کہ میں تو رہ ہی گیا اور انہوں نے چاہا ہے کہ اب وہ بھی دعوت کر دیں۔ میں نے انہیں کہا کہ اب اسے کہہ دیں کہ اس دفعہ تم محروم ہی رہو گے کیونکہ میرے پاس اب کوئی وقت نہیں رہا۔ میں سمجھتا ہوں فوجی آفیسرز یعنی کیپٹن میجر اور کرنل وغیرہ جو مجھے کراچی میں ملے ان کی تعداد کسی صورت میں بھی ڈیڑھ سو سے کم نہیں تھی ان میں سے بعض نے کھلے طور پر تبادلۂ خیالات کیا اور بعض نے کان میں باتیں کیں کیونکہ وہ دوسروں سے شرماتے تھے اس طرح جو تاجر تھے میرے نزدیک وہ سو سوا سو ہوں گے جن سے کراچی میں مجھے ملنے کا موقع ملا اسی طرح گورنمنٹ کے آفیسرز چالیس پچاس ہوں گے۔ غرض ان کے اندر یہ حس تھی کہ مجھ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ مگر یہ حس

لاہور کی جماعت

میں مجھے نظر نہیں آئی ممکن ہے اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ جو چیز روزانہ نظر آتی ہے اس کی قدر کچھ کم ہو جاتی ہے ہم دو سال یہاں رہے شروع میں جماعت نے یہ سمجھا کہ اب تو یہ یہیں ہیں کسی دن فائدہ اٹھا لیں گے پھر سمجھا کہ اب تو یہ جا رہے ہیں ہم کس طرح فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مگر ان لوگوں نے سمجھا کہ یہ چند دن کے لئے آئے ہیں اس لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا لینا چاہیئے

کراچی میں تو میری حالت بھی ایسی نہیں تھی کہ میں بات کر سکتا کوئٹہ میں تو صرف پیر کی درد تھی۔ لیکن کراچی میں مجھے کھانسی کی مرض تھی پھر بھی ایک دن صبح دس بجے سے رات کے دس بجے تک ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا۔ میرا گلا پک گیا اور برا حال ہوا۔ مگر ان کی رغبت جو تبلیغ کی طرف تھی اس سے بھی میں متاثر تھا میں سمجھتا ہوں اگر میں کراچی نہ جاتا تو بہت جلد اچھا ہو جاتا۔ اب لاہور میں آیا ہوں تو سات دن کے بعد آج پہلی دفعہ بولا ہوں اتنے دن مجھے آرام کے مل گئے گو آج ہی میں گھر میں کہہ آیا تھا کہ اب بھی میری شرارت آنے والی ہے کیونکہ میں خطبہ کے لئے چلا ہوں بہرحال وقفہ کا طبیعت پر اچھا اثر پڑتا ہے اگر کراچی میں مجھے وقفہ ملجاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ کھانسی جلد دور ہو جاتی مگر پھر وہ مزا بھی نہیں آسکتا تھا جو بیماری کی حالت میں کام کرنے پر مجھے وہاں آیا

قصہ مشہور ہے

کہ سیالکوٹ کا ایک شخص جو لاہور میں کلرک تھا۔ اسے سِل ہو گئی جب اسکی حالت زیادہ خراب ہو گئی تو وہ رخصت لے کر گھر چلا۔ گاڑی سے اتر کر وہ سڑک پر جا رہا تھا کہ اس نے دیکھا ایک پہلوان نے اپنے جسم پر تیل ملا ہوا ہے سر منڈوایا ہوا ہے اور اپنی ٹنڈ پر مکھن ملا ہوا ہے وہ دھوپ میں خوب چمک رہا ہے اور خود لٹک لٹک کر اور مچل مچل کر چل رہا ہے اس نے جب پہلوان کو اس طرح اکڑ کر چلتے دیکھا اور اسے یہ بھی نظر آیا کہ اس نے سر منڈوایا ہوا ہے مکھن ملا ہوا ہے اور سر چمک رہا ہے تو اسے شرارت سوجھی اور اس نے آگے بڑھ کر اس کے سر پر زور سے انگلی ماری جس سے ٹن کی آواز پیدا ہوئی۔ پہلوان نے مڑ کر دیکھا کہ شاید میرا کوئی دوست ہے جس نے مجھ سے یہ

مذاق کیا ہے

مگر وہاں دوست کہاں تھا اسے ایک ایسا شخص نظر آیا جس کی ہڈی ہڈی اور جوڑ جوڑ الگ نظر آتا تھا اور سخت نحیف اور لاغر اور کمزور تھا اسے یہ دیکھکر سخت غصہ آیا اور اس نے اسے زور سے ٹھڈا مارا کہ وہ اچھل کر دور جا پڑا پھر اس پر اس نے بس نہ کی بلکہ لاتوں اور گھونسوں سے اسے مارنے لگ گیا وہ مار کھاتا جاتا اور کہتا جاتا تھا کہ پہلوان جی تسیں کتنا بھی مار لو نہانوں اوہ مزا نہیں آسکدا جو میینوں آیا ہے۔ یعنی پہلوان صاحب جتنا مار سکتے ہو مار لیں مگر آپ کو وہ مزا نہیں آسکتا جو مجھے آپ کے فرقدان پر انگلی مارنے سے آیا تھا۔ تو اس میں شبہ نہیں کہ اگر میں خاموش رہتا تو

میری کھانسی

اچھی ہو جاتی مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ پھر وہ مزا نہ آتا جو اس تبلیغ میں مجھے آیا بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ چونکہ یہاں عورتوں کو اتنی تعلیم نہیں دی گئی کہ وہ اپنے خاوندوں اور رشتہ داروں کو بیدار رکھ سکیں اسلئے مرد اپنے کام کی طرف سے غافل ہیں اور تبلیغ کا پہلو بہت کمزور ہے۔ ہماری جماعت کے جو عہدیدار ہیں ان کو بھی چاہیئے اور جو مقامی مبلغ ہیں ان کو بھی چاہیئے کہ وہ لجنہ اماء اللہ کو تحریک کر کے عورتوں کی تعلیم اور ان کی تربیت کا انتظام کریں۔ لجنہ میں بعض اچھی کارکن ہیں مگر مردوں کا تعاون نہ ہونے کی وجہ سے وہ پوری طرح کام نہیں کر سکتیں۔ کئی دفعہ وہ شکایت بھی کرتی ہیں کہ مرد ہمارے ساتھ تعاون نہیں کرتے۔ یہ اتنا بڑا شہر ہے کہ پردہ دار عورتوں کے لئے یہ بڑا مشکل ہے کہ وہ خود اپنے طور پر ایسے انتظامات کر سکیں وہ محتاج ہیں اسبات کی کہ مرد ان کے جلسوں وغیرہ کی اطلاعیں دوسروں تک پہنچائیں۔ وہ محتاج ہیں اسبات کی کہ مرد اپنی عورتوں کو جلسہ میں بھجوانے کے سلسلہ میں ان کی مدد کریں۔ وہ محتاج ہیں اسبات کی کہ

مبلغ سلسلہ

نہایت سیدھی سادی عبارت میں اور آسان سے آسان الفاظ میں دین کے مسائل انہیں سمجھائے مختصر نوٹ انہیں لکھوائے اور پھر ان سے کہے کہ آئندہ تبلیغ کے راستہ میں آپ کو جو مشکلات پیش آئیں ان کے متعلق مجھ سے مشورہ لے لیا کریں جہاں تک تعلیم کا سوال ہے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اتنی تعلیم نہ تھی جتنی آجکل عورتوں میں پائی جاتی ہے مگر اسکے باوجود ان میں کتنی بلند خیالی پائی جاتی تھی۔ کتنی بلند حوصلگی پائی جاتی تھی۔ کتنی قربانی پائی جاتی تھی۔ کتنی علم دین کے حاصل کرنے کی تڑپ پائی جاتی تھی کتنا عمل پایا جاتا تھا۔ اسکی وجہ صرف یہ تھی کہ ان کو آگے بڑھنے کا موقع دیا جاتا اور ان کے جذبات کو دبایا نہیں جاتا تھا۔ عورتیں جاتیں اور کہتیں

یا رسول اللہ

ہم ہمیں ملت میں یا رسول اللہ آپ روزانہ مردوں میں وعظ کرتے ہیں ہم چوری چھپے اس سے بھی فائدہ اٹھا لیتی ہیں۔ مگر آپ ہمارے لئے ایک دن مقرر کر دیجئے جس میں آپ صرف ہمیں وعظ کیا کریں اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بہت اچھا۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ایسا مقرر کیا جس میں آپ صرف عورتوں کو وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں ایسا اخلاص پیدا ہو گیا کہ آجکل کے مردوں میں بھی وہ نہیں پایا جاتا اور دین سیکھنے کا جذبہ ان میں ایسا ترقی کر گیا کہ اسے دیکھ کر حیرت آتی ہے۔ عورت میں سب سے زبردست مادہ اس کی حیا ہوتی ہے مگر دین سے واقف ہونے کا احساس ان میں ایسا تھا کہ وہ آتی تھیں اور ایسے نازک مسائل رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتی تھیں کہ آجکل ہماری بیوی بھی ہمارے سامنے اس طرح بات نہیں کر سکتی ایک دفعہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا یا رسول اللہ فلاں مسئلہ کس طرح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

بھی وہیں موجود تھیں - آپ نے وہ بات سنی تو آپ کو سخت غصہ آیا - اور آپ نے اُسے کہا بے حیا تو مر - تجھے شرم نہیں آئی - تو نے تو عورتوں کی ناک کاٹ دی ہے - تو نے تو عورتوں کو ذلیل کر دیا ہے - رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا عائشہ اس نے عورتوں کو ذلیل نہیں کیا - بلکہ تو نے یہ بات کہہ کر عورتوں کو ذلیل کیا ہے اگر یہ دین کا مسئلہ نہ پوچھتی تو اس کے لئے عمل ناممکن تھا - غرض اُن کے اندر اتنا ذوق تھا دین سیکھنے کا اور اتنا جوش تھا دینی معلومات حاصل کرنے کا کہ وہ اس کے لئے کسی چیز کی پرواہ نہیں کرتی تھیں - واقعہ یہ ہے کہ وہ حدیث پڑھ کر ہمیں خود شرم آجاتی ہے - میں تو سمجھتا ہوں کہ میری بیوی بھی اگر مجھ سے کوئی ایسا مسئلہ پوچھنا چاہے تو نہ پوچھ سکے - کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ وہ آتی ہیں - اور کہتی ہیں میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے - مگر نہیں پوچھتی یہ کہہ کر چلی جائیں گی - پھر تھوڑی دیر کے بعد آئیں گی - اور کہیں گی کہ شرم آتی ہے - مگر ایک مسئلہ پوچھنا ہے - وہ پھر نہیں بتائیں گی کہ کیا پوچھنا ہے - آخر کہنا پڑتا ہے کہ ارے بتاؤ تو سہی تم پوچھنا کیا چاہتی ہو - اس پر کہیں گی کہ نہیں نہیں شرم آتی ہے - اور پھر ہزار نخرے کرنے کے بعد بات کریں گی لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کے اندر علم حاصل کرنے کا ایسا جذبہ پیدا کر دیا تھا - کہ انہیں ان باتوں کی کوئی پرواہ ہی نہیں ہوتی تھی - پھر اتنی دلیری اُن میں پائی جاتی تھی کہ اسے دیکھ کر انسان حیران رہ جاتا ہے میں تو جب بھی وہ

حدیثیں پڑھتا ہوں

تو بعض میں کئی منٹ تک سوچتا رہتا ہوں کہ آیا وہ جنت کی حوریں تھیں یا عورتیں تھیں - مجلس لگی ہوئی ہے - اور جیسے ہم اس وقت بیٹھے ہوئے ہیں - اسی طرح سب بیٹھے ہیں - لاہور کی جماعت اتنی نہیں جتنی مدینہ کی مسلمان جماعت تھی - وہ ہزاروں ہزار کی تعداد میں تھے اور سب رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ لنا زون پر سے ایک عورت کھڑی ہوتی ہے - اور وہ کہتی ہے یا رسول اللہ مجھے آپ کی باتیں اتنی پسند آئی ہیں کہ میں اپنے آپ کو آپ کے لئے ہبہ کرتی ہوں - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - تم نے تو ہبہ کر دیا ہے - مگر مجھے شادی کی ضرورت نہیں - میں فلاں آدمی سے تمہارا نکاح کرتا ہوں - اور وہ کہتی ہے حضور مجھے منظور ہے - کیا آج ساری دنیا میں بھی کوئی ایسی مثال مل سکتی ہے؟ پھر یہ واقعہ ایک نہیں بلکہ پانچ سات ایسے واقعات ہوئے ہیں - ایک دفعہ اسی طرح ایک عورت آئی - اور اُس نے اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہبہ کر دیا - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے دیکھا اور خاموش رہے - اس پر ایک صحابی کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا یا رسول اللہ مجھے شادی کی ضرورت ہے - آپ نے فرمایا کہ کیا تمہارے پاس اس کے مہر کے لئے کچھ ہے - اُس نے کہا یا رسول اللہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں - آپ نے فرمایا کہ کیا

قرآن کریم کی کچھ سورتیں

تمہیں یاد ہیں - اُس نے کہا یا رسول اللہ صرف آخری تین سورتیں یاد ہیں - آپ نے فرمایا جاؤ یہی تین سورتیں اس عورت کو پڑھا دینا اور انہی سورتوں کو میں تمہارا مہر مقرر کرتا ہوں - عورت نے کہا مجھے منظور ہے، ان واقعات کو دیکھتے ہوئے تم دو ہی نام ان کے رکھ سکتے ہو - یا تو یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ اس دنیا سے اُٹھ کر عرش پر بیٹھ گئی تھیں - اور یا یہ کہہ سکتے ہو کہ وہ پاگل تھیں ان دو کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں پاتی میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ انسانی معیار سے بہت بلند ہو کر آسمان پر چلی گئی تھیں - اور یا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ پاگل تھیں مگر انہوں نے جو قربانیاں کیں وہ پاگلوں والی نہیں تھیں - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس وقت عورت عورت نہیں رہی تھی - بلکہ وہ فرشتہ بن گئی تھی - یہ چیز ہمارے اندر بھی آسکتی ہے - بشرطیکہ ہم عورتوں کی صحیح تربیت کا انتظام کریں - ہمارے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے - جب ہم باہر جاتے ہیں - مگر اُن کے دلوں پر گھر میں بیٹھنے کی وجہ سے زنگ نہیں لگتا اور آہستہ آہستہ وہ ایسے بلند معیار پر پہنچ جاتی ہیں - کہ اس کا خیال کر کے بھی انسان درحقیقت حیران ہی رہ جاتا ہے کہ وہ کیا چیز ہے - اپنے ذہنوں میں تم بھی سوچو میں نے کئی بار سوچا ہے قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ تم الگ الگ ہو کر بھی کبھی سوچا کرو کہ اصل ایمان کیا چیز ہے - اگر ایک ایک بات پر انسان غور کرنے کی عادت ڈالے تو اس کی معرفت کہیں سے کہیں ترقی کر جائے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ جہاد کے لئے جاتے ہیں - اور مدینہ خالی ہو جاتا ہے - ایک عورت کے خاوند کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے باہر بھیجا ہوا تھا - وہ ہفتوں کے بعد مدینہ میں واپس آتا ہے چونکہ وہ لڑائیوں اور بدامنی کا زمانہ تھا - اس لئے اس کی بیوی ہر روز یہی سمجھتی کہ نہ معلوم کب یہ خبر آتی ہے کہ میں بیوہ ہو گئی ہوں - اُن دنوں چاروں طرف دشمن تھا اور جو مسلمان تھے وہ بھی

حدیث العہد

تھے - اس لئے جس عورت کے خاوند کو باہر کسی کام پر بھیجا جاتا تھا وہ اپنے دل میں سمجھتی تھی - کہ خبر نہیں کہ کب مجھے بیوگی کی خبر آتی ہے - اسی عرصہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کے لئے تشریف لے گئے - اتنے دنوں کی جدائی کے بعد قدرتی طور پر خاوند کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہونے تھے - وہ پیار کرنے کے لئے اپنی بیوی کے قریب پہنچا - مگر جونہی خاوند اُس کے قریب آیا - تو اُس نے زور سے اُس کے سینہ پر ہاتھ مار کر دھکا دیدیا - اور اُسے کہا تمہیں شرم نہیں آتی - خدا کا رسول ایک خطرناک لڑائی کے لئے باہر نکلا ہے اور تم کو اپنی بیوی سے پیار سوجھا ہے - میں تو جتنا سوچتا ہوں مجھے آج کوئی عورت ایسی دکھائی نہیں دیتی - جو ایسے وقت میں اتنا شاندار نمونہ دکھانے کے لئے تیار ہو جائے - میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس معاملہ میں بہت حد تک خوش قسمت ہوں - اور اُس نے مجھے ایسی بیویاں بھی دی ہیں - جو دین کے لئے بڑی سے بڑی قربانیاں کرنے والی ہیں - لیکن میں تو سوچا کرتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ میں اپنے آپ کو اس معاملہ میں

خوش قسمت سمجھتا ہوں

میرا ذہن کبھی بھی تسلی نہیں پاتا - کہ اگر ایسا موقعہ ہو - تو میری بیوی بھی ایمان دکھائے گی - اس شخص پر بھی اتنا اثر ہوا کہ پھر اُس نے بیوی کی طرف رُخ نہیں کیا - گھوڑے پر چڑھا اور جنگ میں چلا گیا -

ہندہ وہ ہندہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل تک دیکھنا بھی پسند نہیں کرتی تھی - جس کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے اتنا بغض تھا کہ حضرت حمزہؓ کے متعلق اُس نے اعلان کیا تھا - کہ میں اس شخص کو اتنا انعام دوں گی جو ان کا کلیجہ نکال کر مجھے دے اور اُن کا مثلہ کرے - چنانچہ جب حضرت حمزہؓ شہید ہوئے تو ایک شخص نے انعام لینے کے لئے

طبیہ عجائب گھر پوسٹ بکس ۲۸۹ - لاہور

حضرت حمزہ رضؓ

کا کلیجہ نکالا اور ان کے ناک کان بھی کاٹے - رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ اتنا بڑا ابتلا تھا کہ باوجود اس کے کہ آپ نہایت رحیم کریم تھے آپ نے فرمایا مجھے اس سے اتنا صدمہ پہنچا ہے کہ میں جب تک ان کے ستر سرداروں سے یہی معاملہ نہ کر لوں مجھے چین نہیں آئے گا - اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو الہام ہوا کہ ہمارے نبی کا یہ مقام نہیں چنانچہ آپ نے فرمایا ہم بدلہ نہیں لیتے جو کچھ دشمن نے کیا ہے اپنے مقام کے لحاظ سے کیا ہے ہمیں خدا تعالیٰ نے عفو اور درگذر کا مقام عطا فرمایا ہے - وہ ہندہ مسلمان ہوتی ہے اور مسلمان ہو کر اسلام اور ایمان کی چاشنی اس کو نصیب ہو جاتی ہے - اسکے بعد ایک عظیم الشان جنگ عیسائیوں سے پیش آئی جس میں بعض اندازوں کے مطابق تین لاکھ اور بعض اندازوں کے مطابق دس لاکھ عیسائی لشکر تھا اور وردی فوج تھی یہ نہایت ٹرینڈ اور تربیت یافتہ تھی

مسلمانوں کے لشکر

کا اندازہ تیس سے ستر ہزار تک لگایا جاتا ہے اس لشکر کے حملہ کی وجہ سے مسلمان فوج کے پاؤں اکھڑ گئے - عورتیں پیچھے مرہم پٹی کے لئے بیٹھی تھیں جب لشکر بھاگتا ہوا آیا تو یہی ہندہ جس نے کہا تھا کہ مجھے چین نہیں آئے گا - جب تک میں (نعوذ باللہ) رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رشتہ داروں کی ذلت نہ کر لوں وہی ہندہ کھڑی ہو گئی اور اس نے صحابیات سے کہا آج دشمن کے آگے مردوں نے پیٹھ دکھا دی ہے اب عورتوں کا وقت ہے کہ وہ اپنے ایمان کا مظاہرہ کریں آؤ ہم اپنے مردوں کو روکیں اور اگر وہ نہ رُکے تو ہم خود دشمن کا مقابلہ کریں گی - چنانچہ انہوں نے خیموں کے بانس وغیرہ اکھیڑ لئے جب لشکر واپس آیا تو وہ عورتیں ان کے گھوڑوں اور اونٹوں کو ڈنڈے مارتی تھیں اور کہتی تھیں اگر تم نے ہمارے ساتھ تعلق رکھنا ہے اور ہمیں اپنے گھروں میں بسانا ہے تو واپس جاؤ اور دشمن سے لڑو اسی دوران میں

ابو سفیان

اور حضرت معاویہ رضؓ کے گھوڑے بھی آ پہنچے - ہندہ نے آگے بڑھ کر اپنے خاوند کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اولاد نرینہ: اس کے استعمال سے لڑکا پیدا ہوتا ہے - قیمت بیس روپے - دواخانہ نور الدین رضؓ [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھوڑے پر بانس مارا اور یہ لفظ کہے بے شرم جب تو کافر تھا تو مسلمانوں کے ساتھ لڑنے کے لئے جاتا تھا اب خدا نے تجھے ایمان بخشا ہے تو تو پیٹھ دکھا رہا ہے۔ ابوسفیان نے اپنے بیٹے معاویہؓ کی طرف منہ پھیر کر کہا معاویہ دشمن کے نیزے ان الفاظ سے زیادہ سخت نہیں چلو جو کچھ بھی ہو واپس چلیں چنانچہ انہوں نے اپنے گھوڑے موڑ لئے رستے میں باقی اسلامی لشکر بھی مڑا اور اس نے لڑائی کی اور کامیاب ہوا اس قسم کی مثال آج دنیا میں کہاں مل سکتی ہے مگر یہ کس چیز کا نتیجہ تھا یہ اسباب کا نتیجہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسباب پر زور دیا تھا کہ عورتوں کو بھی دین سکھانا چاہیئے اور یہ اسباب کا نتیجہ تھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کسی عورت کی تین لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو صحیح طور پر تعلیم دے تو اسکے لئے

جنّت واجب ہو جاتی ہے

ایک عورت نے کہا یا رسول اللہ اگر دو ہوں اس نے سمجھا کہ میں تو رہ گئی کیونکہ اس کی دو لڑکیاں تھیں۔ آپ نے فرمایا اگر کسی کی دو لڑکیاں ہوں اور وہ ان کو صحیح تعلیم دے تو اسکے لئے بھی جنت واجب ہو جاتی ہے۔ ایک دفعہ ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں اس نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ کچھ کھانے کے لئے دو۔ حضرت عائشہ رضؓ کہتی ہیں اسوقت ہمارے گھر میں صرف ایک کھجور تھی میں نے وہی ایک کھجور اسے دے دی اس نے کھجور کو دانتوں میں دبایا اور اس کے دو برابر کے حصے کرکے آدھا ٹکڑا اپنی ایک بیٹی کے منہ میں ڈال دیا اور آدھا ٹکڑا دوسری بیٹی کے منہ میں ڈال دیا۔ حضرت عائشہ رضؓ کے دل پر اسکی بڑی چوٹ پڑی جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو انہوں نے کہا

یا رسول اللہ

اس طرح آج ایک عورت ہمارے ہاں آئی تھی اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ یا رسول اللہ اس عورت کے چہرہ سے بھوک کے بڑے شدید آثار ظاہر تھے مگر یا رسول اللہ جب میں نے اسے ایک کھجور دی تو اس نے اپنے دانتوں سے برابر تقسیم کر کے آدھی کھجور اپنی ایک بچی کو دے دی اور آدھی کھجور اپنی دوسری بچی کو دے دی یا رسول اللہ اس نے ذرا بھی آپ نہیں چکھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عائشہ رضؓ تبھی تو خدا تعالےٰ نے کہا ہے کہ ایک عورت اگر اپنی بچیوں کی صحیح تربیت کرے تو خدا تعالےٰ اس کے لئے جنت واجب کر دیتا ہے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تمہاری

ماؤں کے قدموں کے نیچے

جنت ہے ہم تو ان کے پاؤں کے نیچے زمین کھودتے ہیں تو کوئی جنت نہیں نکلتی بلکہ سائنس والے کہتے ہیں کہ نیچے آگ ہی آگ ہے اس کا مطلب دراصل یہی ہے کہ عورت اگر صحیح تربیت کرے؟ اور بچہ اگر صحیح تربیت قبول کرے تو وہ دوزخی کبھی نہیں ہو سکتا کیونکہ بچپن کی تعلیم اتنی گہری ہوتی ہے کہ اسے چھوڑنا آسان نہیں ہوتا۔ پس عورتوں کی تربیت اور ان کی تعلیم نہایت ہی اہم چیز ہے مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے اس مسجد میں ان کی تعلیم و تربیت نہیں ہو سکتی اس مسجد کے ہوتے ہوئے آپ یہ بات بھی نہیں کر سکتے کہ کھڑے ہو کر یہ اعلان کر سکیں کہ اے بھائیو جمعہ میں اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو لایا کرو اور اگر آپ ایسا اعلان بھی کریں تو وہ کہیں گی ہم کہاں آئیں ہمارے لئے تو بیٹھنے کی بھی جگہ نہیں۔ یہ بات آپ تبھی کہہ سکتے ہیں جب آپ اس مسجد کو بدلیں

یہ مت خیال کریں

کہ ہم نے اس مسجد پر اتنا روپیہ خرچ کیا ہوا ہے یہ مسجد ان لوگوں نے بنائی تھی جو آپ سے دسواں حصہ تھے یہ محلہ کی مسجد بن جائے گی اور وہ جامع مسجد بن جائے گی پھر جس مسجد کے بنانے کی میں تحریک کر رہا ہوں وہ بھی کافی نہیں رہے گی بلکہ جو کچھ خدا کے وعدے ہیں ان کے لحاظ سے وہ بھی ایک دن محلہ کی مسجد بن جائے گی اور آٹھ دس سال کے بعد پھر آپ کو ایک اور مسجد بنانی پڑے گی۔ جو کچھ خدا نے ہم کو بتایا ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ لاہور کی بڑی اکثریت ہی نہیں دنیا کی تمام اقوام اور دنیا کے تمام ممالک کی بڑی اکثریت ایک دن احمدی ہو جائے گی۔ اس وقت بیس لاکھ کے قریب لاہور کی آبادی ہے اگر یہی اٹھارہ لاکھ احمدی ہو جائیں تو اس کے معنے یہ ہیں کہ ۹ لاکھ بالغ فرد ہوں گے اور ۹ لاکھ آدمی چون لاکھ فٹ میں آ سکتے ہیں گویا سوا سو ایکڑ زمین ان کے لئے چاہیئے اور یہ صرف

سترہ مرلہ کی مسجد

ہے سوا سو ایکڑ کے معنے ہیں ساڑھے بارہ سو کنال کیونکہ گورنمنٹ کا ایکڑ کچھ بڑا ہوتا ہے گویا اس مسجد سے قریباً پندرہ سو گنے بڑی مسجد یا بادشاہی مسجد سے بھی کئی گنا بڑی مسجد بادشاہی مسجد

دراصل اس وقت بنی تھی جب لوگوں نے نماز چھوڑ دی تھی اور پھر عام طور پر آجکل عید کی نماز میں بھی آدھے آدمی جاتے ہیں۔ پھر کوئی احمدیوں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہوتا ہے اور کوئی وہابیوں کے ساتھ پڑھ رہا ہوتا ہے۔ پھر عورت بہت کم جاتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ مسجد بھری ہوئی ہوتی ہے پس تم ہی اندازہ لگالو کہ تمہیں کتنی بڑی مسجد کی ضرورت ہو گی۔ پس یہ خیال ہی غلط ہے کہ جس مسجد کے بنانے کیلئے میں کہہ رہا ہوں وہ تمہارے لئے کافی ہو گی۔ دس سال کے بعد پھر تمہیں اور مسجد بنانی پڑے گی اور وہی جواب تمہاری

جامع مسجد

ہو گی محلہ کی مسجد بن جائے گی۔ اس طرح آہستہ آہستہ اور قدم بقدم ترقی کرتے کرتے آخر میں وہ مسجد بنے گی جو تمام لاہور کی نماز جمعہ کے لئے ان شاء اللہ کافی ہو گی۔ عید تو میدان میں ہی پڑھنے کا حکم ہے مگر جمعہ اور عید دونوں میں عورتوں کا آنا ضروری ہوتا ہے اس لئے دونوں موقع پر عورتوں کی ضروریات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ پس اس طرف توجہ کرو اور نئی مسجد کیلئے زمین خریدنے کی کوشش کرو۔ میں نے وعدہ کیا تھا کہ میں خود بھی اس بارہ میں کوشش کروں گا مگر اس خطبہ کے کچھ دنوں کے بعد میں کوئٹہ چلا گیا اور وہاں سے واپسی پر ہم سب ربوہ چلے گئے اس لئے میں اس طرف توجہ نہ کر سکا۔ لیکن میں سمجھتا ہوں جماعت میں اور کئی دوست ہیں جو اس کام کو اچھی طرح سر انجام دے سکتے ہیں

مستری موسیٰ صاحب

کا خاندان ہی اگر اس میں دلچسپی لے تو بہت کچھ مدد دے سکتا ہے۔ مستری موسیٰ صاحب کو زمینیں خرید کر بیچنے کا شوق تھا۔ میں سمجھتا ہوں ان کے بچوں میں بھی کسی حد تک یہ مادہ ضرور ہو گا۔ پس کوشش کرکے اڑھائی تین کنال زمین مسجد کے لئے خرید لو۔ اس طرح چند سال کی ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔ پھر اور ضرورت محسوس ہو گی تو اللہ تعالےٰ اور سامان پیدا کر دے گا۔ اگر نئے آدمی آ جائیں اور ہماری آمدنی بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے بڑھ جائے تو ہر پانچویں یا دسویں سال اگر ایک نئی مسجد بنا لی جائے تو اس میں کیا حرج ہے۔ لوگوں کے چار چار بچے ہوتے ہیں تو وہ چاروں کے لئے الگ الگ گھر بناتے ہیں اگر ایک گھر وہ خدا تعالےٰ کے لئے بھی بنا دیا کریں تو اس میں کونسی مشکل ہے۔ بہرحال

صحیح تربیت

کے لئے ضروری ہے کہ عورتیں دین سیکھیں اور عورتوں کیلئے دین سیکھنے کا کم سے کم موقع یہ ہے کہ وہ جمعہ میں آئیں اور خطبہ سنیں اگر تمام عورتیں جمعہ میں آنے لگیں تو ضروری ہے ان کے چھوٹے بچوں کا انتظام بھی الگ۔ انتظام کرنا پڑے گا۔

انگریزوں میں

قاعدہ ہے کہ وہ سب سے پہلے بچوں کے لئے الگ جگہ کا انتظام کر دیتے ہیں جہاں کھلونے وغیرہ رکھے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ ادھر مشغول ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں ہمارے لئے بھی ضروری ہے کہ ہم نرسری کا انتظام کریں اور کچھ عورتیں ایسی مقرر کر دی جائیں جو نماز کے وقت بچوں کی نگرانی رکھیں۔ جس طرح میں نماز پڑھاتا ہوں تو پہرے دار کھڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح یہ جائز ہو گا کہ لجنہ اماء اللہ ہر جمعہ کے موقعہ پر پانچ سات عورتیں ایسی مقرر کر دے جن کے سپرد بچوں کو پانی پلانا اور پیشاب کرانا ہو۔ یا وہ آپس میں لڑ پڑیں تو ان کو چپ کرانا ہو۔ اور پھر لجنہ کی طرف سے یہ ڈیوٹیاں بدلتی رہیں تا کہ عورتیں بھی اطمینان کے ساتھ خطبہ سن سکیں اور بچوں کو بھی کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ بہرحال جوں جوں تہذیب ترقی کرے گی اور جوں جوں ہمارے حالات بدلتے جائیں گے ہمیں اپنے نظام میں بھی لچک پیدا کرنی پڑے گی تا کہ ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کیا جا سکے۔

خطبہ ثانیہ میں حضور نے فرمایا:-

میاں سراج الدین صاحب کہتے ہیں کہ میرا اپنا گھر کوئی نہیں۔ مگر میں خدا کے گھر کے لئے

پانچ ہزار روپیہ چندہ

دیتا ہوں۔ جماعت کے دوست جب بھی چاہیں میں انہیں دے دوں گا۔ آجکل یہ "الفضل" میں اشتہار بھی دے رہے ہیں کہ دوست اللہ تعالےٰ سے دعا کیا کریں۔ یہاں کے جو امیر صاحب ہیں ان سے ایک دن میں نے کہا تھا کہ الفضل کی قیمت چونکہ تھوڑی ہے اس لئے ان سے کہیں کہ وہ پورے صفحہ کا اشتہار دیا کریں۔ چھوٹا اشتہار لوگ پڑھتے نہیں۔ بہرحال اچھی بات یہی ہے کہ مسجد ایک ایسی چیز ہے کہ اگر اس کی اہمیت بتائی جائے تو بہت سے لوگ قربانی کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ابھی صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ مسجد کے لئے جگہ لی جائے۔ پھر اللہ تعالےٰ چاہے گا تو بنانے والے بھی پیدا ہو جائیں گے ٭

امتحان میں کامیابی

میاں عبدالواسع عمر خلف صاحبزادہ مولوی عبدالسلام صاحب عمر بی۔ اے کے امتحان میں فسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ہیں۔ الحمد للہ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مبارک کرے۔

عبدالوہاب عمر